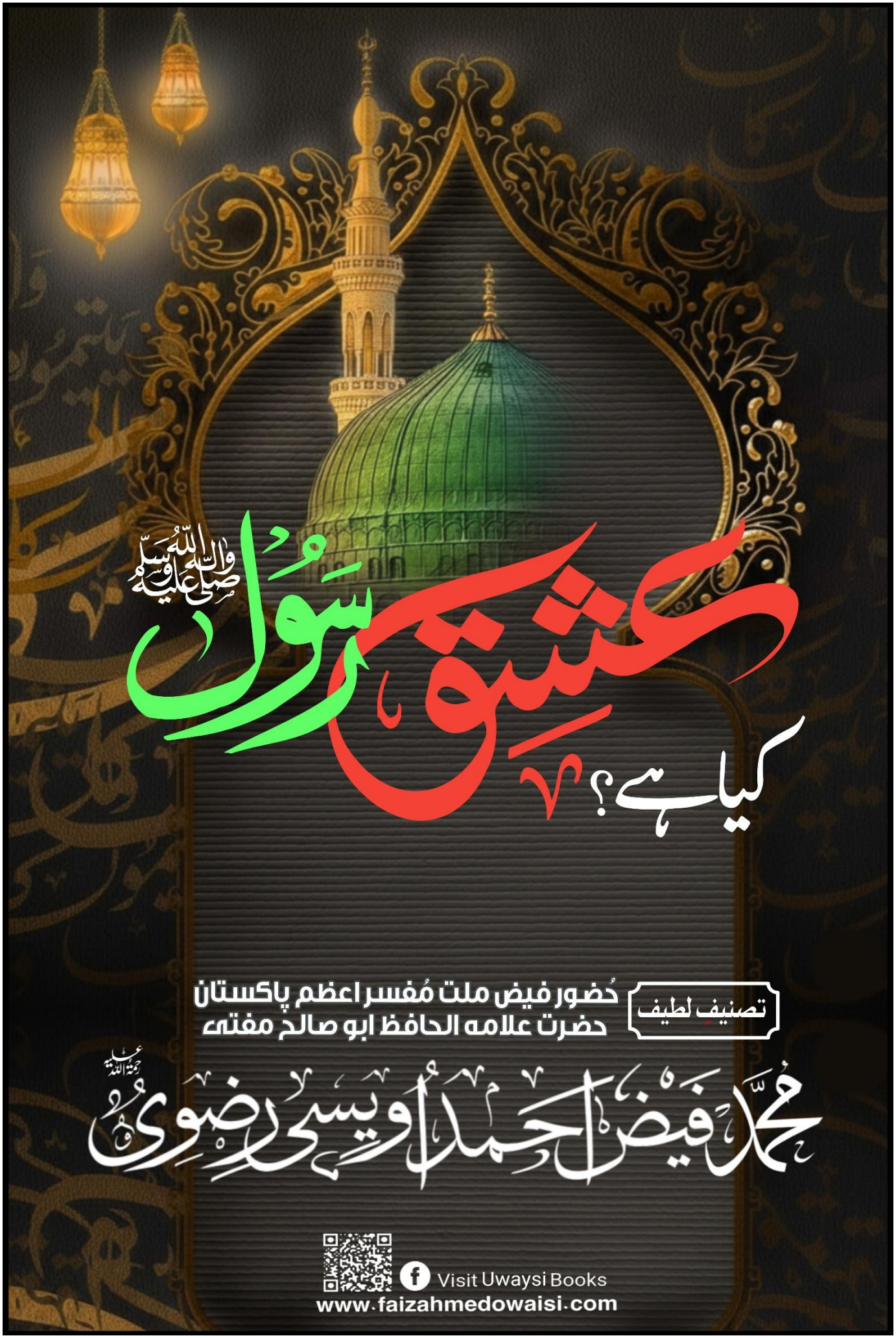
عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیا ہے؟
تصنیفِ لطیف
حضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ
Visit Uwaysi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدُ للّٰہِ العَلِیِّ الحَقِّ المُبِین والصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ علی مَن کان نَبِیًّا و آدَمُ بینَ الماءِ والطِّین وعلی آلِہِ الطَّیِّبِین وأصحابِہِ الطَّاہِرِین

مقدمہ

عشق دراصل محبت کا دوسرا نام ہے۔ عشق محبت میں شدّت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ محبت نام ہے پسندیدہ چیز کی طرف میلانِ طبع (دل کا جھکاؤ) کا۔ اگر یہ میلان شدّت اختیار کر جائے تو اسے عشق کہتے ہیں۔ اس میں زیادتی ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ عاشق محبوب کا بندۂ بے دام (بلا معاوضہ غلام) بن جاتا ہے اور مال و دولت اس پر قربان کر دیتا ہے۔

زلیخا، جس نے یوسف علیہ السلام کی محبت میں اپنا حسن اور مال و دولت قربان کر دیا۔ زلیخا کے پاس ستر اونٹوں کے بوجھ کے برابر جواہر اور موتی تھے، جو عشقِ یوسف میں نثار کر دیے۔ جب بھی کوئی یہ کہہ دیتا کہ میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا ہے تو وہ اسے بیش قیمت ہار دے دیتی، یہاں تک کہ کچھ بھی باقی نہ رہا۔ اس نے ہر چیز کا نام یوسف رکھ چھوڑا تھا اور فرطِ محبت (انتہائی محبت) میں یوسف علیہ السلام کے سوا سب کچھ بھول گئی تھی۔ جب آسمان کی طرف دیکھتی تو اسے ہر ستارے میں یوسف علیہ السلام کا نام نظر آتا تھا۔

عشق و محبت کا انعام: جب زلیخا ایمان لائی اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زوجیت (نکاح) میں داخل ہوئی تو سوائے عبادت و ریاضت اور توجہ اِلَی اللہ (اللہ کی طرف دل کا متوجہ ہونا) کے اسے کوئی کام نہ تھا۔ اگر یوسف علیہ السلام اسے دن کو اپنے پاس بلاتے تو کہتی: رات کو آؤں گی، اور رات کو بلاتے تو دن کا وعدہ کرتی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: زلیخا! تو تو میری محبت میں دیوانی تھی۔

زلیخا نے جواب دیا: یہ اس وقت کی بات ہے جب میں آپ کی محبت کی ماہیت (حقیقت) سے واقف نہ تھی، اب میں آپ کی محبت کی حقیقت پہچان چکی ہوں، اس لیے اب میری محبت میں تمہاری شرکت بھی گوارا (قبول) نہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم فرمایا ہے اور مجھے بتلایا ہے کہ تیرے بطن سے اللہ تعالیٰ دو بیٹے پیدا کرے گا اور دونوں کو نبوت سے سرفراز فرمایا جائے گا۔

زلیخا نے کہا: اگر یہ حکمِ خداوندی ہے اور اس میں حکمتِ الٰہی ہے تو میں سرِ تسلیم خم (بلا چون وچرا اطاعت قبول کرنا) کرتی ہوں۔[1] (مکاشفۃ القلوب)

فائدہ: مجازی محبت محض مثال کے طور پر دیجاتی ہے بلا تمثیل حُبِّ مصطفی اور عشق رسول ﷺ میں بھی یوں ہی کامل ہو جائے کہ سوائے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے تصور و خیال کے کوئی اور خیال باقی نہ رہے۔

محبت و عشق کا معیار لوگوں نے صرف اتباع بتایا ہے وہ صحیح نہیں اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم محبت و عشق رسول ﷺ میں اپنی مثال خود تھے انہوں نے اتباع کو عشق رسول ﷺ کا معیار نہیں بتایا اس لئے منافقین میں اتباع کی کمی نہ تھی لیکن جہنم میں جائیں گے بلکہ محبت و عشق ایک قلبی جذبہ ہے جو محبت و عاشق اپنے محبوب کی محبت میں وارفتہ (دیوانہ) بنا دیتا ہے اور پھر وہ چھپایا نہیں جاسکتا جب کہ مشہور ہے، عشق و مشک نباید نہفت[2]

---

[1] (مکاشفۃ القلوب [مترجم]، باب 10، عشق و محبت، محبت کی تعریف، ص 72، مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان، رجب المرجب 1435ھ، مئی 2014ء)

[2] عشق اور کستوری (مشک) چھپایا نہیں جاسکتا۔ (س رضا)

اور بغض وعداوت بھی نہیں چھپ سکتی۔ اتباع کے باوجود وہ کسی نہ کسی طرح ظاہر ہو جاتی ہے جیسا کہ منافقین کی عادات مشہور ہیں۔

ان کے بارے میں فقیر نے ایک علیحدہ رسالہ لکھا ہے۔ "صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی محبت وعشق کے واقعات" اس میں مُفَصَّل ہیں۔ اس سے پتہ چلے گا کہ علامتِ محبت صرف اتباع نہیں بلکہ اس کے علاوہ کوئی شے اور بھی ہے۔

محبت کی علامات: چونکہ محبت ایک مخفی (چھپی) شے ہے۔ جس کا مشاہدہ ہر ایک کو نہیں ہو سکتا اسی لئے اس پر چند نشانیاں دلالت کرتی ہیں ان کی تفصیل نہ سہی اجمالی ذکر کرتا ہوں۔

(۱) اتباع یعنی محبوب کی تابعداری۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" (پ۳: آل عمران)

ترجمہ: اے محبوب فرمادو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: وَمَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ [3]

(رواه القاضی عياض رحمه الله فی كتاب الشفاء جلد۲، صفحہ ۲۰).

یعنی جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے میرے سے محبت کی اور جو میرا مُحِب ہوا وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا۔

کسی بزرگ نے عربی میں کیا خوب فرمایا ہے: لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ ... إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ [4]

یعنی اگر تو محبت میں سچا ہوتا تو تو محبوب کی تابعداری کرتا کیونکہ قاعدہ ہے کہ محبت اپنے محبوب کی اطاعت کرتا ہے۔

سچ فرمایا ہے شیخ سعدی قدس سرہ نے: مپندار سعدی كه راه صفا تواں رفت جز در پے مصطفیٰ

یعنی اے سعدی یہ گمان بھی نہ کر کہ صحیح راستہ رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کے بغیر حاصل ہو جائیگا۔ کیونکہ، ہے محبت کی نشانی تابعداری یار کی۔

ازالہ وھم: اتباع علامتِ محبت ہے لیکن طفیلی یعنی اتباع وہ علامت محبت ہے جو محبوب سے قلبی پیار سے ہو ورنہ ظاہری اتباع تو منافقین میں بھی بہت زیادہ تھی لیکن چونکہ انہیں حضور سرورِ عالم ﷺ سے پیار نہ تھا اسی لئے ان کی اتباع ان کے فائدے کے بجائے نقصان کا سبب بنی، جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

"اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ" (النساء:145) **ترجمہ:** بیشک منافقین دوزخ کے سب سے نچلے حصے میں ہونگے۔

ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اتباع نہ ہو اور محبت ہو مثلاً: حضرت ابن نعیماں صحابی رضی اللہ تعالی عنہ نے بارہا شراب پی اور اسکی سزا بھی ملی۔ لوگ اس پر طعن وتشنیع کرنے لگے تو حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: اسے کچھ نہ کہو یہ اللہ ورسول سے محبت کرتا ہے۔

یونہی حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال ہے۔ اس کے علاوہ متعدد مثالیں موجود ہیں، اہل فہم (سمجھدار) کو اتنا اور کج فہم (ناسمجھ) کو دفتر بھی ناکافی۔

(۲) حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

---

[3] (شرح الشفا، الباب الثاني في لزوم محبته عليه الصلاة والسلام، فصل في علامات محبته صلى الله تعالى عليه وسلم ، 2/ 46، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1421 هـ – 2001 م)

[4] (شعب الإيمان للبيهقي، محبة الله عز وجل، معاني المحبة، 4/ 172،رقم: 492 ،مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند، الطبعة: الأولى، 1423 هـ – 2003 م)

" وَمِنْ عَلَامَاتِهِ مَعَ كَثْرَةِ ذِكْرِهِ تَعْظِيمُهُ لَهُ وَتَوْقِيرُهُ عِنْدَ ذِكْرِهِ وَإِظْهَارُ الْخُضُوعِ وَالِانْكِسَارِ مَعَ سَمَاعِ اسْمِهِ "[5]

یعنی اور علاماتِ حُب سے ہے کہ کثرتِ ذکر کے ساتھ، ذکر کے وقت تعظیم وتوقیر کرنا آپ کے نام پاک کے وقت خشوع وانکساری کا ظاہر کرنا۔

(۳)موصوف لکھتے ہیں علاماتِ محبت میں سے ہے کہ محبوب ﷺ کے وصل، وصال، بقاء کا بہت شوق ہونا۔(شفاء جلد ۲)

علماؤ محدثین رحمہم اللہ تعالی علیہ نے علاماتِ محبت رسول ﷺ پر مستقل طویل مضامین سپرد قلم فرمائے ہیں۔

چنانچہ حضرت علامہ امام قسطلانی قدس سرہ نے فرمایا:

اَلْمَحَبَّةُ: اَللَّامُ عِوَضٌ عَنِ اَلْمُضَافِ إِلَيْهِ، أَيْ: مَحَبَّةُ اَلْمُصْطَفَىٰ (عَلَيْهِ اَلتَّحِيَّةُ وَاَلصَّلَوٰةُ وَاَلسَّلَامُ)

وَقَالَ زَرْقَانِيٌّ: كَمَا قَالَ صَاحِبُ «اَلْمَدَارِجِ» اَسْمٌ لِشَرْحِ اَبْنِ اَلْقَيِّمِ عَلَىٰ كِتَابِ «مَنَازِلِ اَلسَّائِرِينَ» لِشَيْخِ اَلْإِسْلَامِ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اَلْأَنْصَارِيِّ

هِيَ اَلْمَنْزِلَةُ اَلَّتِي يَتَنَافَسُ فِيهَا اَلْمُتَنَافِسُونَ، وَإِلَيْهَا يَشْخَصُ اَلْعَامِلُونَ، وَإِلَىٰ عَلَمِهَا شَمَّرَ اَلسَّابِقُونَ، وَعَلَيْهَا تَفَانَى اَلْمُحِبُّونَ، وَبِرُوحِ نَسِيمِهَا تَرَوَّحَ اَلْعَابِدُونَ، فَهِيَ قُوتُ اَلْقُلُوبِ، وَغِذَاءُ اَلْأَرْوَاحِ وَقُرَّةُ اَلْعُيُونِ، وَهِيَ اَلْحَيَاةُ اَلَّتِي مَنْ حُرِمَهَا فَهُوَ مِنْ جُمْلَةِ اَلْأَمْوَاتِ، وَاَلنُّورُ اَلَّذِي مَنْ فَقَدَهُ فَهُوَ فِي بَحَارِ اَلظُّلُمَاتِ، وَاَلشِّفَاءُ اَلَّذِي مَنْ عَدِمَهُ حَلَّتْ بِقَلْبِهِ جَمِيعُ اَلْأَسْقَامِ، وَاَللَّذَّةُ اَلَّتِي مَنْ لَمْ يَظْفَرْ بِهَا فَعَيْشُهُ كُلُّهُ هُمُومٌ وَآلَامٌ.

وَهِيَ رُوحُ اَلْإِيمَانِ وَاَلْأَعْمَالِ وَاَلْمَقَامَاتِ وَاَلْأَحْوَالِ، اَلَّتِي مَتَىٰ خَلَتْ مِنْهَا فَهِيَ كَاَلْجَسَدِ اَلَّذِي لَا رُوحَ فِيهِ، تَحْمِلُ أَثْقَالَ اَلسَّائِرِينَ إِلَىٰ بَلَدٍ لَمْ يَكُونُوا إِلَّا بِشِقِّ اَلْأَنْفُسِ بَالِغِيهِ، وَتُوصِلُهُمْ إِلَىٰ مَنَازِلَ لَمْ يَكُونُوا أَبَدًا بِدُونِهَا وَاصِلِيهَا، وَتُبَوِّئُهُمْ مِنْ مَقَاعِدِ اَلصِّدْقِ إِلَىٰ مَقَامَاتٍ لَمْ يَكُونُوا لَوْلَا هِيَ دَاخِلِيهَا.

وَفِيهَا تَلْمِيحٌ لِمَعْنَىٰ: {إِنَّ اَلْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ، فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ} وَاَلتَّقْوَىٰ بِاَلْإِيمَانِ لَا تَكُونُ إِلَّا مَعَ مَحَبَّةِ اَلرَّسُولِ وَهِيَ مَطَايَا اَلْقَوْمِ اَلَّتِي سُرَاهُمْ فِي ظُهُورِهَا دَائِبًا إِلَى اَلْحَبِيبِ، وَطَرِيقُهُمْ اَلْأَقْوَمُ اَلَّذِي يُبَلِّغُهُمْ إِلَىٰ مَنَازِلِهِمُ اَلْأُولَىٰ مِنْ قَرِيبٍ اَلَّتِي كَانُوا بِهَا فِي صُلْبِ آدَمَ، وَهِيَ اَلْجَنَّةُ "مِنْ قَرِيبٍ" دُونَ عَذَابٍ قَبْلَ دُخُولِهَا لِلْمَحَبَّةِ

تَاللَّهِ لَقَدْ ذَهَبَ أَهْلُهَا «اَلْمَحَبَّةُ» بِشَرَفِ اَلدُّنْيَا وَاَلْآخِرَةِ، وَعَلَّلَهُ بِقَوْلِهِ: «إِذْ لَهُمْ مِنْ مَعِيَّةِ مَحْبُوبِهِمْ» اَلْمُشَارِ لَهَا بِقَوْلِهِ: «أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ» «أَوْفَرُ نَصِيبٍ»اَلْخَ..[6]

---

[5] (شرح الشفا، الباب الثاني في لزوم محبته عليه الصلاة والسلام، فصل في علامات محبته صلى الله تعالى عليه وسلم، 2/ 48، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1421 هـ - 2001 م)

[6] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد السابع: في وجوب محبته واتباع سنته والاهتداء بهديه، الفصل الأول: في وجوب محبته واتباع سنته والاقتداء بهديه وسيرته صلى الله عليه وسلم، 9/ 59 إلى 61، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1996 م)

یعنی یقین کر کہ بے شک مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت (جیسا کہ ابنِ قیم نے مدارج السالکین میں کہا ہے) ایسا بلند مرتبہ ہے کہ اس کو حاصل کرنے میں سبقت (آگے بڑھنے) سے حاصل کرنے والے اور اس کے حاصل کرنے میں عاملین، مجتہدین اپنی نظریں اٹھاتے ہیں، اور اس کی معرفت کے لیے سابقین (پہل کرنے والے) کوشش کرتے ہیں۔ اور اسی حُبِّ مصطفیٰ ﷺ کے عالی رتبہ کو حاصل کرنے میں عشّاقانِ سیدِ عالم ﷺ ایک دوسرے سے غلبہ (آگے بڑھنے کی چاہ) چاہتے ہیں۔ اور اسی حُبِّ نبوی کی نسیم (ہلکی خوشگوار ہوا) کی راحت (سکون) سے عابد (عبادت گزار) لوگ راحت پاتے ہیں۔

پس یہ جب سیدِ عالم ﷺ دلوں کی خوراک وطعام ہیں، اور روحوں کی غذا ہیں، اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، اور یہ حُبِّ محبوبِ خدا ﷺ وہ حیات ہے کہ جو اس سے محروم ہے وہ مردوں میں شمار ہے۔ اور یہ وہ نور ہے کہ جس کے پاس یہ مفقود ہے تو وہ تاریکیوں (ظلمات) کے سمندروں میں غرق ہے۔ اور یہ وہ شفا ہے کہ جس کے مابعد معدوم (جس کے بعد کچھ باقی نہ نہیں) ہے، تو اس کے دل میں تمام امراضِ طویلہ (طویل بیماریوں) داخل ہو گئیں۔ اور یہ وہ لذت ہے کہ جو اس سے محروم رہا تو اس کا سب عیش غموں اور دردوں والا ہو گیا۔ اور یہ حُبِّ حبیبِ خدا ایمان، اعمالِ صالحہ، مقاماتِ عالیہ اور حالاتِ رفیعہ (بلند کیفیات) کی وہ روح ہے۔ جب یہ چاروں اس حُبِّ نبی ﷺ سے خالی ہوں تو یہ چاروں چیزیں اس جُثّہ (گوشت) کی طرح ہیں جس میں روح نہ ہو۔

یہ جب سرکارِ مدینہ ﷺ کا بلد (قافلہ) محبوبِ حقیقی کی طرف سیر کرنے والوں کی بوجھ اُٹھاتی ہے، جس تک وہ بغیر مشقتِ نفس (نفس کی سختی) کے نہ پہنچ سکتے۔ اور یہ حُبِّ نبی ﷺ ان کو ایسے منازلِ عالیہ (اونچی منزلیں) اور مقاماتِ رفیعہ (بلند مقامات) تک پہنچا دیتی ہے کہ اس حُبِّ رسول ﷺ کے بغیر وہ ان منازل تک نہ پہنچ سکتے۔ اور یہ جب محبوبِ خدا ﷺ ان کو ملیکِ مقتدر (قدرت والے بادشاہ، اللہ) کے حریمِ قدس (پاک بارگاہ) میں مجالسِ صدق (سچائی کی محفلوں) کے ایسے مقامات میں بٹھاتی ہے کہ وہ واصلینِ حضرتِ الوہیت (اللہ تک پہنچنے والے) اس حُبِّ حبیب ﷺ کے بغیر بھی اس میں داخل نہ ہو سکتے۔

اور یہ حُبِّ مصطفیٰ ﷺ قومِ واصلین الی اللہ (اللہ تک پہنچنے والوں) کی وہ سواری ہے کہ ان کو اپنے ظہور اور نورانیت میں رات کے اول، درمیانے اور آخری حصے میں ہمیشہ محبوبِ حقیقی کے میدانِ قرب (قربِ الٰہی کے میدان) میں سیر کراتی ہے۔ اور یہ وہ مضبوط راستہ ہے کہ ان کو پہلی منزل یعنی بہشت (جنت) میں عنقریب بغیر دخولِ عذاب (عذاب میں پڑے بغیر) پہنچا دے گا۔

اللہ کی قسم! مُحبّین و عُشّاقانِ سیدِ عالم ﷺ دونوں جہاں کا شرف لے گئے، اس لیے کہ ان کو جب حبیب ﷺ سے وافر حصہ ملا تو اگرچہ بظاہر دور ہیں، مگر باطن میں ہر وقت پیشِ حضور ہیں۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی حُبَّ حَبِیْبِكَ بِحُرْمَةِ حَبِیْبِكَ [7]

فائدہ: اس طویل مضمون سے خود ہی سمجھ لیں عشقِ رسول ﷺ کی کیا اور کتنی نشانیاں ہیں۔

حُبّ الرسول اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم: صحابہ کرام کے اقوال واحوال ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا: " كَيْفَ كَانَ حُبُّكُمْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ "[8] صحابہ کو آپ کی ذات سے کس قدر محبت تھی،

---

[7] ترجمہ: اے اللہ! مجھے اپنے محبوب کے محبوب کی محبت عطا فرما، اپنے محبوب کے وسیلے سے۔ (س رضا)

[8] یعنی آپ لوگوں کا رسول اللہ ﷺ سے محبت کیسی تھی۔ (س رضا)

آپ نے فرمایا:

"كَانَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ وَٱللَّهِ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ أَمْوَالِنَا وَأَوْلَادِنَا وَآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا وَمِنَ ٱلْمَاءِ ٱلْبَارِدِ عَلَى ٱلظَّمَإِ "[9]

(الشفاء شریف جلد ۲، صفحہ ۵۶۸)

یعنی رسول اکرم ﷺ ہمیں اپنے اموال، اولاد، آباءواجداد وامہات سے بھی زیادہ محبوب تھے۔ کسی پیاسے کو شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے جو محبت ہوتی ہے، ہمیں اس سے کہیں بڑھ کر اپنے آقا نے محبت تھی یعنی لوگوں کی پیاس ٹھنڈے پانی سے بجھتی ہے مگر ہماری آنکھیں اور دل زیارت چہرہ نبوی ﷺ سے سیر اب ہوتے ہیں۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ آپ اپنے آقا کے حضور کہا کرتے:

یارسول اللہ ﷺ!"إِنِّي إِذَا رَأَيْتُكَ طَابَتْ نَفْسِي وَقَرَّتْ عَيْنِي "[10](سیدنا محمد رسول اللہ صفحہ ۴۰۷، مطبوعہ مصر)

یعنی جب میں آپ کو دیکھ لیتا ہوں دل خوشی سے جھوم اُٹھتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔

(۳) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی آپ کا چہرہ اقدس دیکھ کر بے اختیار پکار اٹھے۔

" وَإِنَّكَ ٱلْيَوْمَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ وَلَدِي وَمِنْ عَيْنِي وَمِنِّي، وَإِنِّي لَأُحِبُّكَ بِدَاخِلِي وَخَارِجِي وَسِرِّي وَعَلَانِيَتِي "[11]

(تاریخ ابن کثیر، صفحہ ۱۴۹، جلد ۲)

یعنی آپ مجھے میرے والدین، میری ذات سے بھی زیادہ محبوب ہیں، آقا میرے ظاہر و باطن اور خلوت و جلوت میں آپ ہی کی محبت کی حکمرانی ہے۔

فائدہ: سچے عشق کی یہی دلیل ہے کہ اپنے محبوب کے سوا کوئی شے زیادہ مرغوب (پسندیدہ) نہ ہو۔ چنانچہ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کے حالات سب کو معلوم ہیں کہ آپ ہر لمحہ حضور نبی پاک ﷺ کے تصور میں مستغرق رہتے تھے۔ یہاں تک کہ جب انہیں معلوم ہوا کہ اُحد میں حضور نبی پاک ﷺ کا دندان (دانت) مبارک شہید ہوا ہے تو آپ نے اپنے تمام دانت توڑ ڈالے کہ ممکن ہے یہ دانت نہ ہو کوئی اور ہو۔ تفصیل فقیر کی تصنیف "ذِکرِ اُویس" میں ہے۔

مجازی عشق کا حال: جناب مجنون مرحوم کا عشق لیلی سے کچھ اسی نوعیت کا تھا بوستان سعدی میں ہے کہ لیلی نے اپنے گھر میں بیماری سے خون نکلوایا تو حضرت مجنون کہیں دور تھے تو ان کے نشتر والے (زخم والے) مقام سے خون جاری ہو گیا۔

بہر حال صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا عشق رسول ﷺ اپنی مثال خود تھا۔

---

[9] (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، الباب الثاني في لزوم محبته صلى الله عليه وسلم، فصل فيما روى عن السلف والأئمة (من محبتهم للنبى صلى الله عليه وسلم وشوقهم له)، 2/ 22، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، عام النشر: 1399 هـ – 1979 م)

[10] (مسند الإمام أحمد، باقي مسند المكثرين، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، 2/ 324، الحديث8096، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

[11] (البداية والنهاية، الدلائل الحسية، باب ما يتعلق بالحيوانات من دلائل النبوة، حديث الضب على ما فيه من النكارة والغرابة، 9/ 38، دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، الطبعة: الأولى، <1417 – 1420 هـ>)

(۴) ایک صحابی کے بارے میں منقول ہے کہ انہیں ان کے بیٹے نے حضور ﷺ کے وصال کی خبر دی وہ اس وقت اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے وصال کا سن کر نہایت ہی غمزدہ ہو گئے اور بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی:

" اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ بَصَرِی حَتّٰی لَا أَرٰی بَعْدَ حَبِیبِی مُحَمَّدٍ أَحَدًا، فَكَفَّ بَصَرَهُ. " [12](المواہب لدنیہ، جلد ۲، صفحہ ۹۴)

یعنی اے اللہ میری آنکھیں واپس لے لے تاکہ میں اب اپنے پیارے حبیب آقا محمد ﷺ کے بعد کسی دوسرے کو دیکھ ہی نہ سکوں پس ان کی نظر اسی وقت ختم ہو گئی۔

(۵) حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالی عنہ ایک صحابی کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ان کی بینائی جاتی رہی۔ لوگ ان کی عیادت کے لئے گئے اور افسوس کا اظہار کرنے لگے۔ انہوں نے جواب میں کہا:

" كُنْتُ أُرِيدُهُمَا لِأَنْظُرَ إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَأَمَّا إِذْ قُبِضَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ فَوَٱللّٰهِ مَا يَسُرُّنِي أَنْ مَا بِهِمَا بِظَبْيٍ مِنْ ظِبَاءِ تِبَالَةَ "[13]

(ادب المفرد لملا علی قاری، صفحہ ۱۴۱)

یعنی مجھے ان آنکھوں سے فقط اس لئے محبت تھی کہ ان کے ذریعے مجھے اپنے پیارے آقا کا دیدار نصیب ہوتا اب چونکہ آپ کا وصال ہو گیا اس لئے اگر مجھے ہرن کی آنکھیں بھی مل جائیں تو مجھے کیا خوشی؟

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو عشق رسول ﷺ میں اتنا انہماک (انتہا کا عشق) تھا کہ دنیا و مافیہا کی ان کو کوئی قدر و منزلت نہ تھی اور حُبِّ رسول ﷺ ان کی نظروں میں ایک ایسا اعلیٰ قیمتی جوہر تھا جس کی کوئی مثال نہیں۔

(۶) سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے صحابی تھے جو آپ کے پُر انوار چہرہ اقدس کو اس طرح ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے کہ وہ آنکھ جھپکتے ہی نہ تھے۔ ایک دن حضور ﷺ نے ان سے پوچھا اس طرح دیکھنے کی کیا وجہ ہے؟ دست بستہ عرض کرنے لگے! یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ قربان میں آپ کی زیارت سے لذت حاصل کر کے لطف اندوز ہو رہا ہوں۔ [14]

فائدہ: اس روایت میں "يَنْظُرُ إِلَيْهِ لَا يَطْرُفُ" (یعنی اس طرح دیکھ رہا تھا کہ آنکھ بھی نہ جھپکتا) اور "أَتَمَتَّعُ مِنَ النَّظْرِ" (یعنی آپ کی زیارت سے لذت حاصل کر رہا ہوں) کے دونوں جملے بار بار پڑھئے اور ان خوش بخت عُشّاق پر رشک کیجئے جن کی ہر ہر ادا نے انسانیت کو عشق و محبتِ رسول کا درس دیا۔

---

[12] (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، حدود قيلت فی المحبة، ومنها: الميل إلى ما يوافق الإنسان،، 2/ 620، المكتبة التوفيقية، القاهرة- مصر)

[13] (الأدب المفرد، باب العيادة من الرمد، ص188، الحديث533، المطبعة السلفية ومكتبتها – القاهرة، الطبعة: الثانية 1379 هـ)

[14] (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، حدود قيلت فی المحبة، ومنها: الميل إلى ما يوافق الإنسان،، 2/ 620، المكتبة التوفيقية، القاهرة- مصر)

(الشفا بتعريف حقوق المصطفى، الباب الثاني في لزوم محبته صلى الله عليه وسلم وفيه ستة فصول، الفصل الثاني ثواب محبته صلى الله عليه وسلم، 2/ 48، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، عام النشر: 1399 هـ – 1979 م)

(۷)امام شعبی حضرت عبداللہ بن زید انصاری کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم آپ مجھے اپنی جان، مال، اولاد اور اہل سے زیادہ محبوب ہیں۔ " وَلَوْلَا أَنِّي آتِيكَ فَأَرَاكَ لَظَنَنْتُ أَنِّي سَأَمُوتُ "[15]

یعنی اگر مجھے آپ کا دیدار نصیب نہ ہو تو میری موت واقع ہو جائے۔

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم حُبِّ رسول ﷺ کا اتنا غلبہ تھا کہ وہ موت کے کڑوے گھونٹ پینا تو گوارہ کر سکتے لیکن ہجرِ رسول ﷺ (آپ ﷺ کی جدائیگی) گوارہ نہ تھا۔

(۸)ایک دن حضور نبی پاک ﷺ حلقہ اصحاب میں سے اچانک باہر چلے گئے آپ نے واپسی میں تاخیر فرمائی۔ صحابہ کرام گھبرا گئے کہ دشمن آپ کو گزند (نقصان) نہ پہونچادے۔ سیدنا ابو ہریرہ گھبرا کر آپ کی تلاش میں انصار کے باغ میں پہونچے دروازہ ڈھونڈا نہ ملا۔ پانی کی ایک نالی میں سے گھس کر آپ تک پہونچے اپنی اور صحابہ کرام کی پریشانی کا اظہار کیا۔[16] (الحدیث، مشکوۃ شریف)

فائدہ: یہ حدیث شریف طویل ہے اسے فقیر نے مکمل طور تبرکات کے باب میں تفصیل سے لکھا ہے یہاں اتنا سمجھ لیں کہ حضرت ابو ہریرہ اور صحابہ کرام حُبِ رسول ﷺ میں اتنا منہمک[17] تھے کہ وہ ایک لمحہ بھی حضور سرور عالم ﷺ سے جدائیگی گوارہ نہیں فرماتے تھے ان سے لمحہ بھر حضور نبی پاک ﷺ جدا ہو جاتے تو یہ حضرات بے چین اور بے قرار ہو جاتے۔

ازالہ وھم: منکرینِ کمالاتِ مصطفے ﷺ بھی محبت و عشق کا دم بھرتے ہیں لیکن وہ حُبِّ رسول کا معیار اتباعِ رسول ﷺ کو سمجھتے ہیں یہ ان کا معیار مقرر کرنا اس لئے غلط ہے کہ منافقین میں اتباع رسول ﷺ مکمل طور موجود تھی لیکن حُبِّ رسول ﷺ سے یکسر (سرے سے) خالی تھے یونہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم میں حُبِّ رسول ﷺ مکمل طور موجود تھی لیکن بعض صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم میں اتباع الرسول ﷺ میں بعض اوقات کمی واقع ہو جاتی تھی جیسی ابن النعیماں رضی اللہ تعالی عنہ کا شراب خوری کا ارتکاب اور حضرت ماعز رضی اللہ تعالی عنہ سے زناء کا صدور وغیرہ وغیرہ۔

فیصلہ برائے اتباع رسول ﷺ: اتباع عشق رسول ﷺ کی نہ علامت ہے نہ معیار بلکہ یہ ایک علیحدہ واجب العمل شئے ہے جیسے عشقِ رسول ﷺ مستقل طور ایک علیحدہ واجب ہے۔

حضور اقدس ﷺ کی سیرت و سنت کی اقتداء واتباع واجب ہے۔ قرآن میں ہے:

(۱)" قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ " (پ۳:آل عمران)

ترجمہ: کہہ دیجئے اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم کو دوست رکھے گا اور تم کو تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۲)لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (پ۲۲:احزاب)

---

[15] (شعب الإيمان، حب النبي صلى الله عليه وسلم، فصل في براءة نبينا صلى الله عليه وسلم في النبوة، 2/ 131، الحديث1380، دار الكتب العلمية، بيروت- لبنان، الطبعة: الأولى، 1421 هـ - 2000 م)

[16] (مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، الفصل الثالث، 1/ 18، الحديث 39-[38]، المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[17] یعنی کسی کی طرف اپنی کامل توجہ کر دینا۔ (س رضا)

ترجمہ: بیشک تمہارے واسطے رسول اللہ ﷺ میں اچھی پیروی تھی اس شخص کے لئے جو ثوابِ خدا اور روزِ آخر کی توقع رکھتا تھا اور جس نے اللہ کو بہت یاد کیا۔

(۳) اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (پ۲۱،احزاب)

ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

فائدہ: اس آیت سے ظاہر ہے کہ دین و دنیا کے ہر امر میں آنحضرت ﷺ مومنوں کو اپنی جانوں سے زیادہ پیارے ہیں۔ اگر حضور کسی امر کی طرف بلائیں اور ان کے نفوس کسی دوسرے امر کی طرف بلائیں تو حضور کی فرمانبرداری لازم ہے۔ کیونکہ حضور جس امر کی طرف بلاتے ہیں اس میں ان کی نجات ہے۔ اور ان کے نفوس جس امر کی طرف بلاتے ہیں اس میں ان کی تباہی ہے۔ اس لئے واجب ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام مومنوں کو اپنی جانوں سے زیادہ محبوب ہوں وہ اپنی جانیں حضور پر فدا کر دیں اور جس چیز کی طرف آپ بلائیں اس کی اتباع کریں۔

فائدہ: حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں: جو شخص یہ نہ سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ ہی میری جان کے مالک ہیں اور یہ نہ سمجھا کہ تمام حالات میں رسول اللہ ﷺ کی ولایت (حکم و تصرف) نافذ ہے۔ اس نے کسی حال میں آپ کی سنت کی حَلاوَت (میٹھاس) نہیں چکھی۔ کیونکہ آپ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ ہیں۔[18]

نتیجہ: اس سے ثابت ہوا کہ عشق کا مدار صرف اتباع پر نہیں بلکہ اتباع تو مستقل طور ایک علیحدہ وجوب (شرعی فرض) ہے جس کا ادا کرنا ضرور اور انکار کفر اور ادائیگی مُوجبِ قُرب (اللہ کے قریب کرنے والا سبب)۔ ہاں عشق کی اعلیٰ علامات میں سے ایک یہی اتباع بھی ہے جو سچے عاشق کو لازم اور ضروری ہے۔

مزید علاماتِ محبت: فقیر چند مزید علامات عرض کرتا ہے جنہیں علماء کرام نے بتایا کہ، جو کوئی حُبِّ رسول ﷺ کا دعوی کرے اور اس میں یہ علامات نہ پائی جائیں تو وہ محبت میں کامل و صادق نہیں بلکہ صرف زبانی کلامی دعویدار ہے۔

(۱) حضور ﷺ کے اقوال، افعال اور آثار (حالات و احوال) کی اقتداء (پیروی) آپ کی سنت پر عمل، آپ کے اوامر (احکام) کا امتثال (پورا پورا بجالانا) اور آپ کی نواہی (ممانعتیں، منع کیے گئے کام) سے اجتناب (بچاؤ) اور آپ کے آداب (اخلاق و تہذیبی طریقے) سے آراستہ ہونا۔ یہ علامت صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم میں بطریقِ اتم و اکمل پائی (کامل طور پر) جاتی تھی جس کی تفصیل آئیگی چند مثالیں یہاں عرض کر دوں تا کہ مسئلہ کی مکمل طور وضاحت ہو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عشق رسول کی مثالیں

(۱) حضرت صدیق اکبر فرماتے ہیں کہ جس امر پر رسول اکرم ﷺ عمل کیا کرتے تھے۔ میں اسے کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اگر میں آپ کے حال سے کسی امر کو چھوڑ دوں تو مجھے ڈر ہے کہ میں سنت سے منحرف (منہ پھیرنے والا) ہو جاؤنگا۔[19] (ابو داؤد، بخاری)

(۲) زید کے باپ اسلم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اور (اس کی طرف نگاہ کرکے) فرمایا:

---

[18] (تفسير التستري، الأحزاب:6، ص126، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1423 هـ – 2002 م)

[19] (صحيح البخاري، كتاب فرض الخمس، باب أداء الخمس من الدين، 3/ 1126، الحديث 2926، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

(سنن أبي داود، كتاب الخراج والإمارة والفيء، باب في صفايا رسول الله صلى الله عليه وسلم من الأموال، 3/ 143، الحديث 2968، المكتبة العصرية)

اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھ کو بوسہ نہ دیتا۔[20](بخاری)

(۳) حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ آپ نے اس کو نکال کر پھینک دیا اور فرمایا: کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ آگ کی انگاری اپنے ہاتھ میں ڈالے؟ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا کہ تو اپنی انگوٹھی اٹھالے اور (بیچ کر) اس سے فائدہ اٹھا۔ اس نے جواب دیا۔ نہیں، اللہ کی قسم! میں اسے کبھی نہ لوں گا۔ حالانکہ رسول خدا ﷺ نے اسے پھینک دیا ہے۔[21](مشکوۃ، باب الخاتم)

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ایک جماعت پر ہوا جن کے سامنے بُھنی ہوئی بکری رکھی تھی۔ انہوں نے آپ کو بلایا۔ آپ نے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ نبی ﷺ دنیا سے رحلت فرما گئے اور جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔[22](مشکوۃ)

(۵) رسول اللہ ﷺ کے لئے آٹے کی بھوسی کبھی صاف نہ کی جاتی تھی۔[23](بخاری، کتاب الاطعمہ)

(۶) ابن سعد نے بروایت ابو اسحاق روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بن (بغیر) چھانے آٹے کی روٹی کھاتے دیکھا ہے۔ اس لئے میرے واسطے آٹا نہ چھانا جایا کرے۔[24](طبقات ابن سعد جلد ۱، ص ۱۰۹)

(۷) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو دیکھا گیا کہ اپنی اونٹنی ایک مکان کے گرد گُھما رہے ہیں۔ اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں نہیں جانتا مگر اتنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ اس لئے میں نے بھی کیا۔[25](احمد)

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکابر صحابہ امورِ عادیہ (روزمرہ کے معمولی معاملات) میں بھی حضورِ رسالتِ مآب ﷺ کی اقتداء (پیروی) کیا کرتے تھے۔ ہر دور میں یہی سچے عاشقانِ رسول ﷺ کی نشانی رہی ہے۔

تابعین میں ہمارے پیرانِ پیر سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جونہی سنا کہ اُحد شریف میں حضور سرورِ عالم ﷺ کے دانت مبارک شہید ہوئے تو آپ نے بھی اپنے دانت شہید کر ڈالے۔[26] اگرچہ یہ عالمِ سُکر (محویت وجذب کی کیفیت) کا حال تھا، لیکن تھا عشق سے، اور مِنْ حَیْثُ الْاِتِّبَاع (اتباع کے اعتبار سے) ایسی مثال عالمِ دنیا میں ملنی محال (ناممکن) ہے۔

اس کی مزید تحقیق اور سوالات وجوابات کے لیے فقیر کی کتاب "ذکرِ اویس" کا مطالعہ کیجیے۔

---

[20] (صحيح البخاري، كتاب الحج، باب الرمل في الحج والعمرة، 2/ 582، الحديث 1528، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

[21] (مشكاة المصابيح، كتاب اللباس، باب الخاتم، الفصل الأول، 2/ 1253، الحديث 4385-[3]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[22] (مشكاة المصابيح، كتاب الرقاق، باب فضل الفقراء وما كان من عيش النبي صلى الله عليه وسلم، الفصل الأول، 3/ 1443، الحديث 5238-[8]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[23] (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة، باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه يأكلون، 5/ 2066، الحديث 5097، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

[24] (الطبقات الكبرى، السيرة النبوية، ذكر شدة العيش على رسول الله صلى الله عليه وسلم، 1/ 312، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1410 هـ - 1990 م)

[25] (مسند الإمام أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبد الله بن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنهما، 2/ 32، الحديث 4855، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

[26] اس موضوع پر مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے قبلہ فیضِ ملت رحمہ اللہ کا رسالہ "خواجہ اُویس قرنی کی دندان شکنی کی تحقیق" کا مطالعہ کیجئے۔ (ن اُویسی)

یہاں تک کہ آخری دور کے عشّاق کی بھی یہی کیفیت ہے۔ سیدنا مجددِ الفِ ثانی امام ربانی شیخ سرہندی، سیدنا شیخ المحدّثین شیخ عبد الحق محدث دہلوی، مجددِ دوران (اپنے زمانے کے مجدد) شیخ الاسلام شاہ احمد رضا محدث دہلوی قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ (اللہ ان کے بھیدوں کو پاک رکھے) کے حالات پڑھنے والے جانتے ہیں کہ سرِ مو (بال برابر بھی) اتباعِ رسول ﷺ سے ہٹنا گوارا نہ تھا۔

ہاں ہمارے دور کے عاشقانِ رسول ﷺ کا دعوائے عشق صرف زبانی کلامی ہے کہ بھولے سے کبھی اتباع رسول ﷺ کا تصور نہیں آتا۔ داڑھی مونڈنا، نماز نہ پڑھنا، حرام کھانا بلکہ ہر برائی کا ارتکاب بار بار کرنا پھر کہنا کہ میں بھی ہوں عاشق رسول، اللہ ایسے عاشقانِ رسول ﷺ کو ہدایت بخشے۔

(۸) حضور سرور عالم نور مجسم ﷺ کا ذکر کثرت سے کرنا۔ مثلاً درود شریف کثرت سے پڑھنا۔ حدیث شریف پڑھنا، مولود شریف کا پڑھنا یا مجالس میلاد و محافل نعت خوانی شریف میں شامل ہونا۔ (سیرتِ رسول عربی)

فائدہ: دراصل اس میں ایک حدیثِ صحیح کی ترجمانی کی گئی ہے کہ،

" مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرَهُ "[27] یعنی جو کسی سے محبت کرتا ہے تو وہ اس کا بکثرت ذکر کرتا ہے۔

درود شریف میلاد خوانی یا میلاد کی محافل میں شمولیت یہ اسی کثرتِ ذکر کے شعبے ہیں۔ لیکن جسے یہ شعبے سرے سے بدعت ہی بدعت نظر آئیں ان کا علاج کون کرے۔ البتہ فقیر ان دوستوں سے گذارش کرتا ہے جو عشق کے اسرار و رموز سے واقف ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ عاشق اپنے محبوب کے پیار میں کیسے زندگی بسر کرتا ہے۔ حضرت مجنون مرحوم ریت پر لیلی لکھا کرتے تھے، لوگوں نے پوچھا یہ کیا کرتے ہو، جواب دیا،

مشق نام لیلی میکنم یعنی لیلی کے نام کی مشق کر رہا ہوں۔

فائدہ: باتمثیل (مثال کے طور پر) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا حال تھا کہ حضور نبی پاک ے کا نام مبارک سُن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگاتے رہے، پوچھنے پر کہا کہ حضور علیہ السلام کی محبت سے کر رہا ہوں۔ تفصیل دیکھئے رسالہ "انگوٹھے چومنا"۔

(۹) حضور سرور عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونے کا نہایت اشتیاق پیدا ہونا۔ جیسا کہ حضرت بلال و ابو موسی و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا حال تھا ایسے ہی نبی پاک ﷺ نے بعض ان افراد کا حال بتایا کہ وہ میری دید کے پیاسے ہونگے۔[28] (مسلم)

اس کتاب کے آخر میں تفصیل عرض کرونگا۔

(۱۰) حضور نبی پاک ﷺ کی تعظیم و توقیر۔ اس شعبہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا جوش دیدہ (دیکھنے والا) تھا وہ مخالفین اسلام بھی مان گئے تفصیل آتی ہے۔

(۱۱) نبی کریم رؤف الرحیم ہے جن سے محبت رکھتے تھے اہل بیت عظام و صحابہ کرام (مہاجرین و انصار) ان سے محبت رکھنا۔ اور جو شخص ان بزرگواروں سے عداوت رکھے، اس سے عداوت رکھنا۔ اور جو ان کو سب و شتم (گستاخی) کرے، اس کو بُرا جاننا۔

---

[27] (الجامع لشعب الإيمان، العاشر من شعب الإيمان، وهو باب في محبة الله عز وجلمعاني المحبة، 2/ 49، الحديث499، مكتبة الرشد، سنة النشر: 1423هـ/ 2003م)

[28] (صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب فيمن يود رؤية النبي صلى الله عليه وسلم بأهله وماله، 4/ 2178، الحديث2832، دار إحياء الكتب العربية)

بلکہ آپ ﷺ کی ہر منسوب شے سے محبت کرنا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا طُرہ امتیاز تھا لیکن ان نسبتوں کو وہ سمجھتا ہے جسے عشق سے واسطہ پڑا جسے عشق ہی سرے سے شرک نظر آئے وہ کیا جانے کہ نسبت کیا ہے ایسے ہی یہ خشک زاہد کیا جانیں کہ حب الرسول ﷺ کیا ہی عجیب ولذیذ نعمت ہے اور قانونِ عشق ومحبت سے واقف اور ماہر کو یہ امر آفتاب کی طرح روشن اور ظاہر ہے کہ محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔

حکایت: مجنوں مرحوم کی حکایت مشہور ہے کہ لیلی کی گلی میں ایک کتے کو اُس نے دیکھا تھا جب اُس کو جنگل میں وہ مل گیا تو پیار کیا اس کو گلے سے لگایا اس کے ہاتھ پاؤں چومے اس کے لئے دامن بچھا دیا اس کو بٹھایا، قانون الفت پڑھ سنایا۔ مواہب لدنیہ شریف میں ہے کہ،

رَأَى ٱلْمَجْنُونُ فِي ٱلْبَيْدَاءِ كَلْبًا ... فَجَرَّ عَلَيْهِ لِلْإِحْسَانِ ذَيْلًا

فَلَامُوهُ عَلَىٰ مَا كَانَ مِنْهُ ... وَقَالُوا لِمَ مَنَحْتَ ٱلْكَلْبَ نَيْلًا

فَقَالَ دَعُوا ٱلْمَلَامَ فَإِنَّ عَيْنِي ... رَأَتْهُ مَرَّةً فِي حَيِّ لَيْلًا[29]

یعنی جنگل میں مجنوں نے کتا دیکھا تو اس کی خاطر مدارت کی، لوگوں نے ملامت کی کہ کتے سے اتنا بڑا سلوک کیوں؟ فرمایا: یارو ملامت نہ کرو میں نے اسے لیلی کی گلی میں دیکھا تھا۔

فائدہ: غور فرمایئے کہ مجازی عشق نے ایک معمولی کی نسبت کہ صرف ایک دفعہ گلی میں کتے کو دیکھا تو اب وہ بھی پیارا ہے اگر یہ عشق صحیح ہو تو رنگ لاتا ہے۔ یہی وجہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو حضور علیہ السلام سے صحیح اور سچا عشق تھا اسی لئے ان کا حضور علیہ اسلام کے ہر کمال کو تسلیم کرنا ان کے پختگی ایمان کی دلیل تھی۔

صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ مباحات (جائز چیزوں) میں بھی جو اشیاء حضور کو محبوب و پسندیدہ تھیں وہی صحابہ کرام کو بھی محبوب تھیں۔

قرآن مجید میں حب رسول ﷺ کی تاکید:

(۱) اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: "لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ" (مجادلہ:22)

ترجمہ: تو نہ پائے گا کسی قوم کو جو اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ دوستی کریں ایسوں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ لوگ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے گھرانے کے ہوں۔

فائدہ: اس آیت پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا پورا پورا عمل تھا۔ انہوں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی امانت میں اپنی آبرو اور جان ومال سے دریغ (خوف) نہ کیا۔ کفار ومشرکین کے ہاتھوں سے اذیتیں برداشت کیں۔ خدا اور رسول کے لئے اپنا وطن چھوڑا، خویش (قریبی رشتہ داروں) واقارب سے رشتہ توڑا۔

(۲) اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے:

---

[29] (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد التاسع فى لطيفة من عباداته، النوع السادس فى ذكر حجه وعمره صلى الله عليه وسلم، 3/ 453، المكتبة التوفيقية، القاهرة- مصر)

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ(توبہ:24)

ترجمہ: اے نبی تم فرمادو کہ اے لوگو اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیویاں تمہارا کنبہ تمہاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے۔ اور تمہاری پسند کے مکان ان میں کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ تعالیٰ بے حکموں کو پناہ نہیں دیتا۔

فائدہ: یہ آیت لکھ کر حضرت قاضی عیاض نے شفاشریف میں لکھا کہ،

فَكَفَىٰ بِهٰذَا حَصْرًا وَتَنْبِيهًا وَدَلَالَةً وَحُجَّةً عَلَىٰ إِلْزَامِ مَحَبَّتِهِ وَوُجُوبِهَا فَرْضًا، وَعِظَمِ خَطَرِهَا وَاسْتِحْقَاقِهِ لَهَا ﷺ، إِذْ قَرَعَ تَعَالَىٰ مَنْ كَانَ مَالُهُ وَأَهْلُهُ وَوَلَدُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ ٱللهِ وَرَسُولِهِ، وَأَوْعَدَهُمْ بِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ: ﴿فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ ٱللهُ بِأَمْرِهِ﴾، ثُمَّ فَسَّقَهُمْ بِتَمَامِ ٱلْآيَةِ، وَأَعْلَمَهُمْ أَنَّهُمْ مِمَّنْ ضَلَّ وَلَمْ يَهْدِهِ ٱللهُ. [30] (شفاشریف، جلد۲، صفحہ ۱۵)

ترجمہ: اس آیت میں تنبیہ (خبردار کرنا) و تحریض (ابھارنا) اور دلالت (رہنمائی) و حجّت (قطعی دلیل) برائے تاکید اور لازم ہونے حُبِّ رسول ﷺ کے لیے کافی ہے، اور آپ کی محبت کی فرضیت کے ثبوت میں تو کوئی شک وشبہ ہی نہیں۔

اور حُبِّ رسول ﷺ کی عظمتِ شان تو بہت واضح ہے، اور حضور سرورِ عالم ﷺ کے یہ حق ہیں کہ اموال واولاد وغیرہ سے آپ کے ساتھ زیادہ محبت ہو۔

اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشادِ گرامی: فَتَرَبَّصُوْا الخ سے سخت وعید (ڈر) سنائی ہے۔ جو آپ کی محبت سے روگردانی کرے، اور اسے فاسق وفاجر (بدکار) سے تعبیر فرمایا، جو اس دولت سے محروم ہے، اور ساتھ خبردار فرمایا ہے کہ جو حُبِّ رسول ﷺ سے عاری (خالی) ہے وہ ایسا گمراہ ہے کہ اس کے لیے ہدایت کی امید بھی نہیں۔

فائدہ: اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو حُبِّ رسول ﷺ کو کچھ نہیں سمجھتے اور انکا زیادہ زور اعمالِ صالحہ پر ہے اور کہتے ہیں اتباع نبی ﷺ ہی کافی ہے۔ انہیں یقین رکھنا چاہئے کہ اتباع حُبِّ رسول ﷺ کے بغیر نہ صرف کافی ہے بلکہ وہی اتباع جہنم میں لیجانے والی ہے۔

(۱) نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ "[31](رواہ البخاری)

یعنی مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے باپ اور اولاد سے محبوب تر نہ ہوں۔

---

[30] (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني : فيما يجب على الأنام من حقوقه صلى الله عليه وسلم: الباب الثاني في لزوم محبته صلى الله عليه وسلم، 2/ 18، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، عام النشر: 1399 هـ - 1979 م)

[31] (صحيح البخاري ، كتاب الإيمان، باب حب الرسول صلى الله عليه وسلم من الإيمان، 1/ 14، الحديث 14، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

(۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ " لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَٱلنَّاسِ أَجْمَعِينَ "[32](متفق علیہ، مشکوۃ جلد ۱، صفحہ ۱۲)

یعنی تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

(۳) نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ

" لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ، وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ ٱلْوَارِثِ: «ٱلرَّجُلُ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَٱلنَّاسِ أَجْمَعِينَ» "[33]

(صحیح مسلم جلد ۱، صفحہ ۴۹)

یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: کوئی عبد، کوئی مرد مسلمان نہ ہو گا جب تک میں اسے اس کے اہل (گھر والوں) سے اور اس کے مال اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ جو حضور اقدس ﷺ سے زیادہ عزیز کسی کو رکھے ہر گز مسلمان نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ہی تمام جہاں سے زیادہ محبوب رکھنا مدارِ ایمان و مدارِ نجات ہے۔

(۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ ٱلْإِيمَانِ: مَنْ كَانَ ٱللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَمَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لله، وَمَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي ٱلْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ ٱللهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقَىٰ فِي ٱلنَّارِ."[34](متفق علیہ)

یعنی تین چیزیں جس میں ہوں اس نے ایمان کی چاشنی کو پایا۔ یہ کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے ماسوا سے اسے زیادہ محبوب ہوں۔ اور یہ کہ کسی مرد سے محض اللہ ہی کیلئے محبت رکھے۔ اور یہ کہ کفر میں لوٹنے کو اسی طرح ناپسند جانے جس طرح آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند جانتا ہے۔

(۵) ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! یارسول اللہ ﷺ ایمان کیا ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

" أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنْ يَكُونَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ تُحْرَقَ بِالنَّارِ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ أَنْ تُشْرِكَ بِاللهِ، وَأَنْ تُحِبَّ غَيْرَ ذِي نَسَبٍ لَا تُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَإِذَا كُنْتَ كَذٰلِكَ فَقَدْ دَخَلَ حُبُّ الْإِيمَانِ فِي قَلْبِكَ كَمَا دَخَلَ حُبُّ الْمَاءِ لِلظَّمْآنِ فِي الْيَوْمِ الْقَائِظِ."[35]

یعنی یہ کہ گواہی دے تو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور بیشک محمد ﷺ اس کے عبد (مقدس) اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ اللہ اور اس کا رسول تجھے ان کے ماسوا (علاوہ) سے زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ تجھے آگ میں جلنا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کفر و) شرک کرنے سے زیادہ پسند ہو۔

---

[32] (مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، الفصل الأول، 1/ 10، الحديث 7ـ[6]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[33] (صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب وجوب محبة رسول الله أكثر من الأهل والولد والوالد والناس أجمعين ونفي الإيمان عمن لم يحبه، 1/ 67، الحديث44، دار إحياء الكتب العربية)

[34] (مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، الفصل الأول، 1/ 10، الحديث 8ـ[7]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[35] (مسند الإمام أحمد، أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين، حديث أبي رزين العقيلي لقيط بن عامر المنتفق رضي الله تعالى عنه، 4/ 15، الحديث15761، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

اور یہ کہ تو کسی نسب والے سے محبت نہ کرے مگر اللہ تعالیٰ کے لئے جب تو اس طرح ہوا تو تیرے دل میں ایمان کی محبت اس طرح داخل ہو گی جیسے سخت گرمی کے دن میں پیاسے کے لئے (دل میں) پانی کی محبت داخل ہوتی ہے۔

(۶) فاطمہ بنت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

" وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ. "[36] (رواہ الحاکم فی مستدرک)

یعنی اللہ کی قسم تم میں سے کوئی مسلمان نہ ہو گا جب تک کہ میں اسے اس کی اولاد اور اس کے ماں باپ سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

(۷) عبد اللہ بن ہشام سے روایت ہے کہ حضور حضرت محمد مصطفے ﷺ نے فرمایا:

" لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ عِنْدَهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ. " [37] (رواہ الامام احمد فی مسند)

یعنی تم میں سے کوئی مسلمان نہ ہو گا۔ جب تک میں اسے خود اس کی ذات سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

(۸) عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ اپنے باپ سے راوی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

" لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ، وَتَكُونَ عِتْرَتِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ عِتْرَتِهِ، وَذَاتِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ ذَاتِهِ، وَيَكُونَ أَهْلِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ. "[38] (رواہ الطبرانی فی الأوسط والبیہقي فی شعب الایمان)

یعنی تم میں سے کوئی بندہ مومن نہ ہو گا جب تک کہ میں اسے خود اس کی ذات سے زیادہ پیارا نہ ہوں اور جب تک میرا کنبہ اسے اپنے کنبہ سے زیادہ پیارا نہ ہو۔ اور جب تک میری اولاد اسے اپنی اولاد سے زیادہ پیاری نہ ہو۔

(۹) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا:

" لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ. "[39] (أحمد)

یعنی تم میں سے ہر گز کوئی مسلمان نہ ہو گا۔ جب تک میں اسے اس کی ذات سے زیادہ محبوب (پیارا) نہ ہوں۔

حُبِّ رسول ﷺ پر انعام: اس قیمتی جوہر کے انعام کا حساب تو نہیں ہے اس کا صرف ایک عطیہ جنت ہے۔ چند احادیث حاضر ہیں۔

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہوئے۔ عرض کی! یارسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی۔ حضور نے فرمایا: تو نے اس کے لئے کیا تیار کیا ہے۔ عرض کی میں نے تو اس کے لیے نہ زیادہ نمازیں تیار کی ہیں۔ اور نہ زیادہ روزے اور نہ زیادہ صدقہ،

---

[36] (المستدرك على الصحيحين، كتاب التفسير، تفسير سورة الممتحنةمبايعة هند وفاطمة بنتي عتبة، 3/ 303، الحديث 3858، دار المعرفة، سنة النشر: 1418هـ/ 1998م)

[37] (مسند الإمام أحمد، مسند الشاميين، حديث عبد الله بن هشام جد زهرة بن معبد رضي الله تعالى عنه، 4/ 233، الحديث17586، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

[38] (المعجم الأوسط، باب الميم، من اسمه محمد، محمد بن عبد الله الحضرمي، 6/ 269، الحديث5786، مكتبة المعارف، سنة النشر: 1405هـ/ 1985م)

(شعب الإيمان، حب النبي صلى الله عليه وسلم، فصل في براءة نبينا صلى الله عليه وسلم في النبوة، 2/ 189، الحديث1505، دار الكتب العلمية، بيروت- لبنان، الطبعة: الأولى، 1421 هـ - 2000 م)

[39] (مسند الإمام أحمد، أول مسند الكوفيين، حديث جد زهرة بن معبد رضي الله تعالى عنه، 4/ 236، الحديث18482، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

(۱)" وَلٰكِنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ: أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ. "[40](رواہ البخاری)

یعنی ہاں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا تو اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا۔

(۲) حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کر کے حضور کے پاس پہنچے۔ عرض کی! یارسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ دیں میں آپ سے بیعت ہوتا ہوں۔ حضرت صفوان نے کہا کہ حضور نے اپنا ہاتھ مبارک مجھے دیا میں نے عرض کی!

"إِنِّي أُحِبُّكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ». "[41](المعجم الکبیر)

یعنی میں آپ سے محبت رکھتا ہوں یارسول اللہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مُحب محبوب کے ساتھ ہو گا۔

فضل بیکران: مُحبِّ رسول ﷺ کے لئے جنت کی نوید (خوشخبری) کے علاوہ اس میں قُربِ رسول ﷺ کی دولت مزید بر آن ہے۔

(۳) حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: "وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ. "[42](رواہ الترمذی)

یعنی جسے میرے ساتھ محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔

(۴) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم نے فرمایا:

" أَدِّبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ: حُبِّ نَبِيِّكُمْ، وَحُبِّ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ. "[43](جامع صغیر)

یعنی اپنی اولاد کو تین خصلتوں کی تعلیم دو۔ (۱) اپنے نبی کی محبت۔ (۲) نبی کے اہل بیت کی محبت۔ (۳) تلاوت قرآن۔

فائدہ: بچوں کی تربیت بزرگوں کے لئے ضروری ہے۔ حضور سرور عالم نے تربیت کا اعلیٰ جوہر حُب رسول اور حُب اہلبیت و تلاوت قرآن بتایا ہے۔ اس لئے ہم عوام اہلسنت کو بار بار تاکید کرتے ہیں کہ اولاد کو بد مذاہب مدارس اور بد عقیدہ اساتذہ کے ہاں نہ پڑھائیں۔ تجربہ شاہد ہے کہ بد مذاہب کے ہاں تعلیم حاصل کرنے والے اکثر بچے گمراہ ہو جاتے ہیں۔

محبت میں اتباع شرط نہیں: ہمارے اس دعوے کے دلائل ملاحظہ ہوں:

(۱) حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک مرد حضور کی بارگاہ میں آیا۔ پس عرض کی! یارسول اللہ ﷺ آپ اس شخص کے حق میں کس طرح فرماتے ہیں کہ جس نے کسی قوم کو محبوب جانا لیکن (عمل وفضیلت میں) ان سے نہ مل سکا۔ حضور نے فرمایا:

" الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ. "[44](رواہ البخاری) یعنی محبت محبوب کے ساتھ ہو گا۔

---

[40] (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب علامة حب الله عز وجل، 5/ 2283، الحديث 5819، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

[41] (المعجم الكبير، باب الصاد، من اسمه صفوان، صفوان بن قدامة المرائي، 8/ 71، الحديث 7400، مكتبة ابن تيمية – القاهرة، الطبعة: الثانية)

[42] (سنن الترمذي، كتاب العلم، باب ما جاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدع، 5/ 45، الحديث 2678، دار الكتب العلمية)

[43] (التيسير بشرح الجامع الصغير، 1/ 530، دار الطباعة العامرة، سنة النشر: 1869م)

[44] (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب علامة حب الله عز وجل، 5/ 2283، الحديث 5817، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

(۲)حضرت ابو موسیٰ(اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جو ایک قوم کو محبوب رکھتا ہے۔ اور (اعمال میں) ان سے ملا ہوا نہیں۔ آپ نے فرمایا: "الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ. "[45] یعنی ہر مرد اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا۔(بخاری)

فائدہ: ان دونوں احادیث سے واضح ہوا کہ محبت ایک قلبی امر ہے جس کے لئے عمل ظاہری ضروری نہیں ہاں اتباعِ کامل حُبِّ کامل کی نشانی ہے۔ جو منتہی اہل محبت کو نصیب ہوتا ہے۔ اس کے متعلق مزید فقیر کی تصنیف "صحابہ کرام کا عشق رسول ﷺ" کا مطالعہ کیجئے۔

عشاق کے نمونے: صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اسلام کے صحیح ترجمان ہیں ان کی ادائیں سچے اسلام کی علامت ہیں۔ فقیر چند نمونے عرض کرتا ہے۔ ان ہی نمونوں پر اہل اسلام اپنے دل میں عشق رسول اللہ ﷺ کی شمع جلائیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا عشق: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جب غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو میرا اونٹ لاغر اور ضعیف تھا۔ میرا خیال تھا کہ چند روز مزید ٹھہر کر حضور ﷺ سے جاملوں گا۔ میں نے کئی روز تک اپنے اونٹ کو چارہ کھلایا بعد ازاں میں عازمِ سفر ہوا۔ جب ایک جگہ پہنچا تو میرے اونٹ کی ٹانگ ٹوٹ گئی جس کے باعث وہ آگے نہ چل سکا۔ میں نے اپنا مال و متاع اپنی پشت پر رکھا اور چل دیا۔ راستہ میں سخت گرمی سے دوچار ہونا پڑا۔ لشکر اسلام کے پاس پہنچا تو لوگوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کوئی شخص پیدل چلا آرہا ہے۔ سرکار نے فرمایا: ابو ذر غفاری ہوں گے۔ جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے قیام کی حالت میں فرمایا: خوش رہو ابو ذر تم تنہا سفر کرتے ہو تنہا ہی اس دنیا سے جاؤ گے اور تنہا ہی بروز حشر اٹھو گے، کہتے ہیں جب ابو ذر غفاری کا وصال ہوا تو آپ تنہا ہی تھے۔ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ کو بحالت وفات پایا تو کہا۔ سچ فرمایا تھا خدا کے صادق و مَصْدُوْق رسول ﷺ نے۔[46]

حضرت ابن خثیمہ رضی اللہ عنہ کا عشق: جس روز حضور ﷺ عازم غزوہ تبوک (غزوہ تبوک کا ارادہ کرنے والے) ہوئے۔ حضرت عبد اللہ بن خثیمہ اپنے گھر آئے۔ ان کی دو حسین و جمیل بیویاں تھیں۔ جنہوں نے اس روز خس (ایک خوشبودار گھاس) کے پردوں کو پانی میں بسا کر ان سے نہایت عمدہ فرش تیار کئے اور پھر ان پر عبد اللہ کے لئے نہایت عمدہ اور لذیذ کھانے چنے۔ جونہی عبد اللہ نے ان کھانوں کو دیکھا تو کہا سبحان اللہ! وہ رسول اللہ ﷺ جسے پروردگار عالم نے آئندہ گذشتہ تمام گناہوں سے منزہ پیدا فرمایا۔ اس شدید گرمی کے موسم میں کفار سے قتال کے لئے تشریف لے جائیں اور عبد اللہ رنگا رنگ (مختلف ،شاندار) کھانوں سے سیر ہو کر ان بیویوں سے مباشرت کرے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ خدا کی قسم میں جب تک رسول اللہ ﷺ کے خدمت میں نہ پہنچوں ان بیویوں سے کلام نہیں کروں گا۔ گھر سے نکلے اور اپنے اونٹ پر سوار ہو کر ایک طرف چل دیئے۔ بیویوں نے ہر چند کلام کی کوشش کی لیکن آپ ملتفت (متوجہ) نہ ہوئے۔ جوں ہی عبد اللہ مقام تبوک کے نزدیک پہنچے تو حضور ﷺ کو بتایا گیا ایک اونٹ سوار دور سے اس طرف آتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: وہ ابن خثیمہ ہو گا۔ نزدیک پہنچے تو حضور کا ارشاد بالکل درست نکلا۔ ابن خثیمہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر سلام عرض کیا۔ حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا: اے ابن خثیمہ کیا ہی اچھی بات ہے تم فانی ناز و نعمت کو چھوڑ کر رضائے حق میں کھو گئے جو تیرے لئے بہتر ہے۔[47]

---

[45] (صحيح البخاري ، كتاب الأدب، باب علامة حب الله عز وجل، 5/ 2283، الحديث 5818، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

[46] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة تبوك، شأن أبي ذر، 2/ 524، مؤسسة علوم القرآن)

[47] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة تبوك، خروج الرسول واستعماله على المدينة، 2/ 521، مؤسسة علوم القرآن)

استقبالِ رسول ﷺ: رسولِ اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو آپ کے ساتھ طبل (نقارہ، ڈھول) و عَلَم (جھنڈا)، بڑا لشکر خیمہ و خرگاہ (قیام گاہ) کچھ نہ تھا، صرف سواری کی دو اونٹنیاں تھیں اور ساتھ میں ایک جاں نثار رفیقِ سفر (سفر کا ساتھی) تھا۔ لیکن یہ بے سر و ساماں (بغیر ظاہری اسباب کے) قافلہ جس دن مدینہ میں پہنچا، مدینہ مسرت کدہ (خوشیوں کا مرکز) بن گیا۔ عورتوں، بچوں اور لونڈیوں کی زبان پر یہ فقرہ تھا: رسول اللہ ﷺ آئے، رسول اللہ ﷺ آئے۔

ہجرت کی خبر پہلے سے مدینہ میں پہنچ گئی تھی، اس لیے تمام مسلمان صبح تڑکے (سویرے) گھر سے آکر مدینہ کے باہر استقبال کے لیے جمع ہوتے، دوپہر تک انتظار کر کے واپس چلے جاتے۔ ایک دن حسبِ معمول لوگ انتظار کر کے چلے گئے تو ایک یہودی نے قلعہ (فصیل بند عمارت) سے دیکھ کر بآوازِ بلند (اونچی آواز میں) پکارا کہ: اے اہلِ عرب! لو تمہارا شاہدِ مقصود (جس کا تم انتظار کر رہے تھے) آپہنچا۔ تمام صحابہ دفعتاً (اچانک) اُبل پڑے اور ہتھیاروں سے سج دج کر گھروں سے نکل آئے۔ آپ قباء میں تشریف لائے اور خاندان بنو عمرو بن عوف کے یہاں اترے تو تمام خاندان نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ انصار ہر طرف سے آتے اور جوشِ عقیدت کے ساتھ سلام عرض کرتے۔[48] (سیرتِ نبوی، ص۱۵۸)

انصار میں جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اب تک نہیں دیکھا تھا، وہ شوق دیدار میں بے تاب تھے لیکن آپ کو پہچان نہیں سکتے تھے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دھوپ سے بچانے کے لئے آپ کے سر پر چادر تانی، تو سب کو اس کے سایہ میں آفتاب نبوت نظر آیا۔ آپ قبا (مدینہ کے مضافاتی علاقہ کا نام) سے مدینہ کی خاص آبادی کی طرف چلے تو جان نثاروں کا جھرمٹ (گروہ) ساتھ تھا۔ ایک مقام پر آپ ٹھہر گئے، اور انصار کو طلب فرمایا، سب لوگ حاضر ہوئے، سلام عرض کیا، اور کہا: "سوار ہو جایئے، کوئی خطرہ نہیں، ہم لوگ فرمانبرداری کے لیے حاضر ہیں۔" آپ انصار کی تلوار کے سایہ میں روانہ ہوئے۔

قبا سے مدینہ تک دورویہ (قطاریں) جانثاروں کی صفیں تھیں۔ راہ میں انصار کے خاندان آئے، تو ہر قبیلہ سامنے آکر عرض کرتا: "حضور ﷺ یہ گھر ہے، یہ مال ہے، یہ طاقت ہے۔ "کنبہ نبوت شہر کے متصل پہنچا تو ایک عام وغُل (ہلچل، شور و غوغا) پڑ گیا۔ اور بالاخانہ سے جھانک جھانک کر دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ آئے رسول اللہ آئے۔[49] (بخاری باب ہجرۃ النبی وطبقات سیرت نبوی ذکر ہجرت)

پردہ نشین خواتین جوش مسرت میں یہ ترانہ گاتی تھیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا...مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا... مَا دَعَا للهِ دَاعِ

ترجمہ: کوہِ وداع کی گھاٹیوں کے برج سے بدر کامل طلوع ہوا ہے، جب تک دعا کرنے والے دعا کریں ہم پر شکر واجب ہے۔

جب آپ کی اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھ گئی تو قبیلہ بنو نجار کی بچیاں دف بجا بجا کر یہ شعر گانے لگیں۔

نَحْنُ جِوَارُ مَنْ بَنِي النَّجَّارِ...يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ[50]

---

[48] (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم از شبلی نعمانی، ہجری 1، ہجرت، 1/275، مکتبہ معارف، اعظم گڑھ، طبع ششم)

[49] (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم از شبلی نعمانی، ہجری 1، ہجرت، 1/278، مکتبہ معارف، اعظم گڑھ، طبع ششم)

[50] (وفاء الوفا بأخبار دار المصطفى، الباب الثالث في أخبار سكانها في سالف الزمان، ومقدمه ﷺ إليها . .، 1/ 204، دار الكتب العلمية - بيروت، 2006م)

ترجمہ: ہم خاندان نجار کی لڑکیاں ہیں محمد کیسے اچھے ہمسایہ ہیں۔(وفاءالوفاء جلد ا، ص ۱۸۷)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ مشہور صحابی غزوہ تبوک میں بعض وجوہ سے شرکت کا شرف حاصل نہ کر سکے۔ آنحضور ﷺ نے ناراضگی ظاہر کی اور فرمایا: ان سے کوئی ملاقات نہ کرے۔ ان کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ حضرت ساری دنیا سے چھٹ گئے۔ وہ کعب بن مالک جن سے سب محبت کرتے تھے جن سے گفتگو کرنے سے علمی پیچیدگیاں حل ہو جایا کرتی تھیں۔ جن سے مخاطب قابل فخر شئے تھی۔ لیکن جب آنحضور ﷺ نے ان سے ترک تعلق کیا اور تمام مسلمانوں کو ہدایت فرمائی۔ فرمایا: تو خود کعب رضی اللہ عنہ کی زبان سے اس وقت کی حالت سنئے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ہم تین اشخاص سے گفتگو کرنے اور ملنے سے منع فرمایا تو تمام لوگ ہم سے بچنے لگے سب کی حالت بدل گئی زمین متغیر ہو گئی جیسے ہم کبھی یہاں تھے ہی نہیں۔

احباب واعزا کترانے لگے گھر والوں نے بات کرنی چھوڑ دی ہمارے لئے بازاروں میں آنا جانا دشوار ہو گیا، دوسرے صحابی تو گھر بیٹھ گئے لیکن حضرت کعب رضی اللہ عنہ مضبوط دل و دماغ کے انسان تھے، گھر سے باہر نکلتے گھومتے پھرتے لوگوں سے باتیں کرنے کی کوشش کرتے مگر کوئی بھی اُن کی گفتگو پر متوجہ نہ ہوتا۔ ایک دن اپنے چچازاد بھائی حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ میں گئے اور سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب تک دینا گوارہ نہ کیا۔ تو دل پر چوٹ لگی، اس وقت حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے ان سے جو گفتگو کی وہ انہی کی زبانی سنئے۔ اے ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا میں خدا جل شانہ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت نہیں رکھتا؟ حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہ) خاموش رہے۔ میں نے پھر پوچھا وہ پھر خاموش رہے، میں نے پھر انہیں خدا کی قسم دی تو انہوں نے کہا: "وَاللهُ أَعْلَمُ. "، میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور میں لوٹ آیا۔ چالیس (۴۰) دن اسی طرح گزرے، آنحضور ﷺ نے پھر بیوی سے بھی علیحدہ رہنے کا حکم دے دیا۔ اب کوئی غمگسار نہ رہا، ہر شخص گویا دشمن بن گیا حتی کہ بیوی بھی اپنی نہ رہی، پچاس دن گزرے بالآخر وحی الٰہی نے معاملہ صاف کر دیا۔ مجھے معافی دے دی گئی۔

اسی دوران شاہِ غُسان (غسانیوں کا بادشاہ) نے خفیہ طور پر ایک ایلچی بھیجا جس نے ایک خط حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ، "سُنا ہے آپ کو آپ کے آقا ﷺ نے علیحدہ کر دیا ہے، اور ان کے منع کرنے سے دوسرے لوگ بھی چھوڑ گئے ہیں، حتیٰ کہ سلام و کلام بھی گوارہ نہیں کرتے، اور نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں، یہاں تک کہ بیوی بچوں کو بھی علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ آپ ہمارے پاس تشریف لائیے، ہم آپ کو مرتبہ اعلی عطا کریں گے، اور بڑے احترام و اکرام کے ساتھ اپنے قریب رکھیں گے، اور ہر چیز سے نوازیں گے، اور کسی قسم کی تکلیف ہر گز نہ ہو گی۔"

آپ نے اس کا جواب یہ دیا کہ ایلچی کے سامنے ہی خط کو آگ میں جلا دیا، اور کہا: "اُن کو کہہ دینا کہ تمہاری عنایت و التفات (خدمت اور توجہ) سے میرے آقا ﷺ کی بے التفاتی (عدم توجہ) لاکھ درجہ بہتر ہے۔" چنانچہ وہ ناکام و نامراد گیا۔[51]

درسِ عبرت: حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی ایک معمولی سی خامی کی اتنی زبردست سزا کہ محض ایک دو دن نہیں پچاس دن گذر گئے۔ ایسی تنگ حالت میں بادشاہ کے خصوصی ایلچی کا آنا اور اس کا سبز باغ دکھانا، حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے عشق کا سخت امتحان تھا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشق معمولی

[51] (صحيح البخاري ، كتاب المغازي، باب حديث كعب بن مالك، 4/ 1604إلى 1609، الحديث 4156، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

بات نہ تھی، کیونکہ وہ حبیب خدا کے قدموں پر جان فدا کر چکے تھے۔ اس لئے بادشاہ کی بات کو نہ صرف ٹھکرا دیا بلکہ اس کا خط آگ میں ڈال کر بتا دیا کہ ہمیں اپنے آقا کے سوا کسی کی ضرورت نہیں۔

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ: حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بڑے شگفتہ مزاج (خوش مزاج) تھے ایک دن ہنسی ہنسی میں آنحضرت ﷺ نے ان کے پہلو میں چھڑی چھونک (مس کر) دی۔ جس سے کچھ خراش آگئی۔ انہوں نے کہا کہ میں اس کا آپ سے بدلہ لوں گا۔ آپ ﷺ فوراً تیار ہو گئے۔ تو حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کے بدن پر قمیض ہے اور میرے بدن پر کچھ نہ تھا۔ آپ نے بھی قمیض الٹ دی قمیض کا الٹنا تھا کہ وہ آپ سے لپٹ گئے پہلو کو چوما اور عرض کیا، بس حضور (ﷺ) یہی تو مقصود تھا۔[52]

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عشق رسول ﷺ کل مال قربان کر دیا: ایک دفعہ حضور ﷺ نے اللہ کی راہ میں مال طلب کیا تو شاہراہ عشق کے سالکین دوڑ پڑے۔ کوئی اپنا چوتھائی مال لے کر آیا کوئی اپنی آدھی متاع (سامان) لے کر آیا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر کا گھر اٹھا لائے۔ حضور ﷺ نے پوچھا: "مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟" یعنی اپنے اہل کے لئے کیا چھوڑا؟

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللهَ وَرَسُولَهُ." [53] یعنی بس اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔

(۲) ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے خود فرمایا: مجھے کسی کے مال سے وہ نفع نہیں پہنچا جو صدیق اکبر کے مال سے پہنچا ہے۔ حضرت ابو بکر نے سُنا تو رونے لگے، عرض کیا! حضور میں بھی آپ کا ہوں اور میرا مال بھی آپ کا۔[54]

اسلامِ ابوقحافہ رضی اللہ عنہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فتح مکہ ہوا تو،

"جَاءَ أَبُو بَكْرٍ بِأَبِي قُحَافَةَ يَقُودُهُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا تَرَكْتَ الشَّيْخَ حَتَّى تَأْتِيَهُ؟» قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَرَدْتُ أَنْ يَأْجُرَهُ اللهُ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَنَا كُنْتُ أَشَدَّ فَرَحًا بِإِسْلَامِ أَبِي طَالِبٍ لَوْ كَانَ أَسْلَمَ مِنِّي بِأَبِي.."[55]

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن ابو قحافہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے خدمت اقدس حضور سرور عالم ﷺ میں حاضر ہوئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اس بوڑھے کو وہیں کیوں نہ رہنے دیا کہ ہم خود اس کے پاس تشریف فرما ہوتے۔ صدیق اکبر نے عرض کی کہ میں نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اجر دے، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ ابو طالب کے مسلمان ہونے کی خوشی ہوتی اگر وہ اسلام لاتے۔

---

[52] (مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثاني، 3/ 1328، الحديث 4685ـ[9]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[53] (سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب في مناقب أبي بكر وعمر رضي الله عنهما كليهما، 5/ 574، الحديث3675، دار الكتب العلمية)

(سنن أبي داود، كتاب الزكاة، باب في الرخصة في ذلك، 2/ 129، الحديث1678، المكتبة العصرية)

[54] (سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر الصديق رضي الله عنه، 5/ 569، الحديث3661، دار الكتب العلمية)

(مسند الإمام أحمد، باقي مسند المكثرين، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، 2/ 253، الحديث7397، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

[55] (الإصابة في تمييز الصحابة، القسم الرابع، 10175 – أبو طالب بن عبد المطلب، 7/ 200، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى – 1415 هـ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ،"قَالَ: فَلَمَّا مَدَّ يَدَهُ يُبَايِعُهُ بَكَى أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا يُبْكِيكَ؟» قَالَ: لِأَنْ تَكُونَ يَدُ عَمِّكَ مَكَانَ يَدِهِ فَيُسْلِمَ وَيُقِرَّ اللهُ عَيْنَكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ."[56]

یعنی جب حضور سرور عالم ﷺ نے اپنا دست انور ابو قحافہ سے بیعت اسلام لینے کے لئے بڑھایا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر کیوں روتے ہو؟ عرض کی! اے اللہ کے رسول ﷺ ان کے ہاتھ کی جگہ آج حضور کے چچا کا ہاتھ ہوتا اور ان کے اسلام لانے سے اللہ تعالیٰ حضور کی آنکھوں کو ٹھنڈی کرتا تو مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ یہ بات عزیز نہ تھی۔(نسیم الریاض، ج۳، ص۲۵۲ وشرح شفا)

آخری گذارش: صحابہ کرام واہلبیت عظام اور اولیائے امت وعلمائے امت کے عشق رسول کی داستان طویل ہے۔ صحابہ کرام کا عشق رسول ﷺ میں فقیر نے چند نمونے عرض کئے ہیں اس کا مطالعہ کیجئے۔ عشق رسول ﷺ متاعِ دین (دین کا سامان) اور آخرت کے لئے بہترین اور اعلیٰ سرمایہ ہے کیا یہ مرتبہ کچھ کم ہے کہ جب عُشاقِ رسول کے امام سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جس فہرست کے امام ہوں گے اس فہرست میں آپ کا نام آجائے تو کیسی خوش نصیبی ہے۔

هٰذَا آخِرُ مَا رَقَمَهُ قَلَمُهُ.

الفقیر ابو الصالح مولانا **محمد فیض احمد اویسی رضوی** غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان

۲۸ ربیع الاول شریف ۱۴۲۳ھ بروز ایمان افروز دوشنبہ مبارک

بعد صلوۃ الظہر

---

[56] (الإصابة في تمييز الصحابة، القسم الرابع، 10175 - أبو طالب بن عبد المطلب، 7/ 199، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى - 1415 هـ)